درس قرآن

محمد احمد حافظ

تقویٰ اور آخرت کے لیے زادِ راہ

یَاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوااللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌبِمَا تَعْمَلُوْنَo وَلَاتَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوااللّٰہَ فَاَنْسَاھُمْ اَنْفُسَھُمْ اُوْلٰئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَo لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمُ الْفَائِزُوْنَo

’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر ایک شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے لیے اس نے کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے بے پروائی کی تو اللہ نے انہیں خود ان کی جان سے بے پروا بنا دیا۔ یہی لوگ نافرمان ہیں۔ اہل جنت اور اہلِ دوزخ برابر نہیں ہیں۔ اصحاب جنت تو کامیاب لوگ ہیں۔‘‘ (الحشر: آیات ۱۸ تا ۲۰)

تقویٰ

اللہ تعالیٰ نے اپنے صاحبِ ایمان بندوں کو مخاطب فرمایا ہے جو اللہ کی ذات اور روز قیامت اس کی ملاقات پر اور رسول ﷺ کی ذات اور ان کی رسالت پر ایمان ویقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ دراصل یہی لوگ اللہ کی نداء پر کان دھرتے اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اس نے انہیں مخاطب فرما کر پہلا حکم تو یہ دیا کہ تم لوگ اللہ کا تقویٰ (دلوں کا ادب وخلوص اور لحاظ) اختیار کرو۔ تقویٰ اس خوف وخشیت کا نام ہے کہ جس شخص میں موجود ہوگا‘ وہ اس شخص کو ادائے فرائض اور ترک محرمات پر آمادہ کرتا رہے اور اسی طرح اسے صالح اور امورِ خیر کی طرف سبقت کرنے کا جذبہ ابھارتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر شخص کو اس بات کی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ وہ یہ فکر پیدا کرے کہ اس نے قیامت میں اچھا بدلہ حاصل کرنے کے لیے اعمالِ صالحہ کا کتنا ذخیرہ پہلے سے جمع کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں (ماقدمت لغد) فرمایا ہے۔ غد (کل) سے مراد روز قیامت ہے۔ کیونکہ وہی روز جزاء و روز حساب ہے جہاں ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا اور ہر برائی اور ہر گناہ کی سزا صرف ایک ہی ملے گی۔ کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

تزکیہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حکم دوبار دیا ہے۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ جس طرح ادائے فرائض میں تقویٰ ضروری ہے‘ اسی طرح محرمات وممنوعات کے ترک واجتناب کے لیے بھی تقویٰ ضروری ہے۔ لہٰذا اللہ کا خوف بھی دل میں رکھو کہ اس کے فرائض پر عمل آسان ہو اور اس کی فرمانبرداری اختیار کر کے اس کے عذاب سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ ورسول ﷺ کی

اسی فرمانبرداری کے نتیجہ میں نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ ہم سب اپنے جس قول اور جس علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرتے ہیں۔ اگر یہ سب ان کی جملہ شرطوں کی پابندی کے ساتھ ادا ہوتا ہے تو ان سے حسنات کا ثمرہ حاصل ہوتا ہے اور نفس بشری کا تزکیہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی جن باتوں اور جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں روکا اور منع فرمایا ہے۔ اگر ہم اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ان باتوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں ہمارے نفوس خبیث اور گندے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت کے اخیر میں اسی بات کو ہردم ملحوظ رکھنے کے لیے یہ فرمایا ہے: "اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ" (اللہ تعالیٰ تمہارے تمام کاموں سے باخبر ہے) اس سے مقصود دل میں اس مراقبہ کا بیدار کرنا ہے کہ کسی وقت بھی تم اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور اس کی آگاہی سے غفلت نہ برتو ہر معاملہ میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہو۔ نیک کاموں کے کرنے میں سبقت اور برائیوں سے بچنے میں پہل کرتے رہو۔ اس طرح نفس میں طہارت و پاکیزگی پیدا ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا حقدار ہو جائے گا اور عالم ملکوت میں اس کا مقام قرب حاصل کر سکے گا۔

دوسری آیت میں اس طرح نصیحت فرمائی گئی ہے کہ (اے اہل ایمان! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے پروائی کی (اس کے احکام کو پس پشت ڈال دیا) تو اللہ نے خود انہیں ان کی جانوں سے بے پروا کر دیا۔ یہ لوگ نافرمان ہیں)

نافرمانی کی سزا

چونکہ اہل ایمان اللہ کے خاص بندے اور اس کے دوست ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی نقصان دہ اور بری باتوں سے جو ان کی شقاوت و بدبختی کا سبب بنیں ازراہِ رحمت یہ نصیحت فرما دی ہے کہ تم ایسے کام نہ کرو اور ایسے نہ بنو جیسے کچھ لوگ پہلے بن چکے ہیں کہ انہوں نے اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت ترک کر دی اور لاپروائی برتی تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں یہ سزا دی کہ وہ خود اپنی جانوں ہی سے لاپروا ہو گئے اور جن کاموں سے نفس کو فائدہ پہنچ سکتا تھا' نفس میں پاکیزگی وطہارت آ سکتی تھی' ایسے کام انہوں نے نہیں کئے ورنہ ان کے نفوس بھی پاک ہو جاتے اور وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے انہیں جنت میں مقام قرب ملتا جو اس کے مکرم بندوں کا ٹھکانا ہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت اور ناقابل تبدیل طریقہ یہی ہے کہ جو شخص بھی اسے بھول جائے اور نفس کی اطاعت کرنے لگے' معاصی و شہوات میں وہ حد سے آگے بڑھ جاتا ہے اور پھر وہ فاسقوں میں شمار ہونے لگتا ہے۔

یہ سب اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ اس نے خود ہی اپنے نفس کو بھلا دیا اور ایسے کام نہ کئے جن سے نفس کو پاکیزگی حاصل ہو جو کہ فرائض و واجبات کو اللہ و رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق ادا کرنے اور ممنوعات و محرمات سے اجتناب کرنے ہی کے ذریعے حاصل ہوا کرتی ہے۔

انجام

آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نداءِ رحمت کو یہ فرما کر ختم کیا ہے: لَا يَسْتَوِيٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ مقصد یہ ہے کہ اہل طاعت واہل معصیت باہم ایک دوسرے کے برابر نہیں ہوسکتے۔ راہِ حق پر ثابت قدم رہنے والے اہل حق اور راہ حق سے منحرف ہونے والے اہل زیغ واہل فسق باہم برابر نہیں ہوسکتے۔ اس لیے کہ اہل دوزخ کا انجام تو بدبختی وشقاوت اور حرمان وخسران ہے جبکہ اہل جنت کا انجام اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا حصول ہے۔ اہل دوزخ نار کے آخری درجے میں ہوں گے جبکہ اصحاب جنت' جنت العلیٰ میں ہوں گے۔

الہدیٰ

☆......اللہ تعالیٰ کی محبوب ودل پسند باتوں پر عمل کرنا اور اس کی ناپسندیدہ مکروہ چیزوں سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

☆......اللہ تعالیٰ ہر دم ہمارا نگراں ہے اور ہمارے ہر کام کی خبر رکھتا ہے۔ ہر وقت یہ مراقبہ ضروری ہے کہ معصیت میں مبتلا ہونے سے بچ سکے۔

☆......اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ ہم خود فراموشی میں مبتلا نہ ہوں کیونکہ یہ خود فراموشی ہی بڑھتے بڑھتے خدا فراموشی کا سبب بن جاتی ہے پھر مومن معصیت وفسق میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

☆......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک طویل خطبہ کی یہ چار باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

(الف) جو بات بھی اللہ کی رضا جوئی کے لیے نہ ہو' اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

(ب) جو مال اللہ کی راہ میں (جہاں خرچ کرنا اللہ نے بتایا ہو) خرچ نہ کیا جائے' اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

(ج) جس کی جہالت ونادانی اس کے علم وحلم پر غالب ہو' اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

(د) جو شخص اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا خوف کرے اس میں کوئی بھلائی نہیں۔